International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 01, Jan-Jun 2023
pp:343 - 352

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی کی ضرورت واہمیت قرآن کی روشنی میں: تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

Need and importance of religious harmony in Pakistan in the light of Quran: Exploratory and Analytical Studies

Jahangir Khan
Ph.D. Research Scholar, Institute of Islamic Studies & Shariah, MY University, Islamababd, Pakistan. jahangeerkhanthalla@gmail.com.pk.
Muhammad Farhan Ur Rehman (Corresponding Author)
Ph.D. Research Scholar, Institute of Islamic Studies & Shariah, MY University, Islamababd, Pakistan. farhanrehmanmuhammad@gmail.com
Muhammad Ajmal
Ph.D. Research Scholar, Department of Uloom e Islamia, University of Lahore. muhammadajmal2013@gmail.com

Abstract

Allah Almighty has established humanity on a foundation of universality. From Hazrat Adam (peace be upon him) to our beloved Prophet Hazrat Mohammad (peace be upon him), all Prophets (peace be upon them) taught unity and brotherhood to their respective nations. As the human population grew, the need for mutual relations became crucial. Consequently, with this closeness, separation, comparisons, and opposing viewpoints also emerged. Over time, hatred, hypocrisy, and other social vices spread widely. Islamic history serves as a model where minorities were given opportunities to participate in political, educational, social, and collective affairs. In societies where tyranny, intolerance, injustice, religious extremism, terrorism, and human rights violations were prevalent, the Islamic ideal of forbearance replaced these vices. Our Prophet Hazrat Mohammad (SAWW) taught that all humanity is equal, with no differences among people. Today, it is essential to foster modesty, harmony, peacefulness, and affection among the diverse religious communities of Pakistani society. For this critical cause, all religious scholars and their followers must actively contribute. By doing so, the barriers of narrow-mindedness and religious hatred can be dismantled. It is crucial for Islamic scholars in Pakistan to promote religious tolerance and help create a harmonious society.

Keywords: religious, harmony, globalization, narrow-mindedness, Quranic teachings, tolerance

تعارف موضوع

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ مذہبی ہدایات کے بغیر معاشرے کی تعمیر و ترقی ممکن نہیں ہے کیونکہ ہر زمانے میں مذہب کا ایک خاص کردار رہا ہے ان ہدایات واحکامات کو مذہب کا نام دیا جاتا ہے جو اللہ تعالی نے وقتاً فوقتاً اپنے رسولوں اور نبیوں کے ذریعے انسانوں کی طرف بھیجے اور ان پر عمل کر کے انسان نے دونوں جہان کی کامیابیاں سمیٹ لیں۔ ای۔بی۔ ٹیلر (۱۸۳۲ـ۱۹۱۷ء) نے مذہب کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے:

"The belief in spiritual being" [1]

روحانی مخلوقات پر ایمان لانے کا نام مذہب ہے۔ اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ مذہب حقیقت میں انسانی معاشرے کو بنیادی اصول و قواعد مہیا کرتا ہے جس کی بنیاد پر لوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مختلف قسم کا تعلق اور رشتہ قائم ہو جاتا ہے انسانی زندگی کی مختلف سمتوں کا تعین بھی مذہب ہی کرتا ہے کیونکہ ہر نسل اور قوم میں مذہب کو ہمیشہ بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے، مذہبی معاملات ہوں یا سیاسی، معاشی معاملات ہوں یا معاشرتی، روحانی ہوں یا اخلاقی، علم و فلسفہ ہو یا تہذیب و ثقافت اور رسم ورواج الغرض سب کو مذہب جامع حکمت عملی فراہم کرتا ہے۔ عصر حاضر میں مذہبی ہم آہنگی، پیار و محبت، امن وسلامتی، رواداری وبردباری اور قوت برداشت ناپید ہوتی جارہی ہے اس لیے ضروری ہے کہ مذہبی ہم آہنگی اور محبت والفت کو فروغ دیا جائے جس کے نتیجے میں ایک خوشگوار معاشرہ کی تشکیل مکمل کی جا سکے۔ مذہبی دہشت گردی و غنڈہ گردی ہر دور میں کسی نہ کسی رنگ اور روپ میں نمایاں رہی ہے جس کی وجہ سے فتنے اور فسادات مین اضافہ ہوتا رہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے مبارک دور میں بھی کفار و مشرکین نے ہر طرح سے دعوت خیر کی مخالفت کی جس کی چند ایک مثالیں نظر قرطاس کی جارہی ہیں:

ا۔ شجاعت و بہادری اور عشق و محبت میں نمایاں مقام حاصل کرنے والے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، جن کا شمار "السابقون الاولون" میں ہوتا ہے اور آپ چھٹے خوش نصیب تھے جنہیں رسول اکرم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے دعوتِ توحید سن کر کلمہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اس لیے تاریخ اسلام میں آپ کو "سادس الاسلام" کے خوبصورت لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت خباب بن ارت بے یارومددگار غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے آپ کا دکھ بانٹنے والا کوئی نہ تھا چہار سو ظلمت و تاریکی کا راج تھا ایسے حالات میں جب آپ نے اپنے نور ایمان کا اظہار کیا تو ہر جانب سے مشرکین و کفار آپ پر ٹوٹ پڑے۔ انہیں لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں لٹا دیا جاتا۔ کبھی انہیں ننگے بدن دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر سینہ پر بھاری پتھر رکھ کر ان پر ایک آدمی مسلط کر دیا جاتا، انگاروں پر لیٹے لیٹے ان کے جسم کا گوشت کباب بن جاتا۔ ان تمام تر اذیتوں کے باوجود آپ قریش کے مظالم سے مرعوب نہ ہوئے اور دینِ حق پر ثابت قدم رہے۔

۲۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا جاتا، آپ امیہ بن خلف کے غلام تھے کبھی وہ آپ کو کانٹوں بھری چھڑی سے پیٹتا اور کبھی آپ کو سخت گرمی میں گرم ریت پر لٹا دیتا اور کبھی آپ کی زبان مبارک پر دہکتے ہوئے کوئلے رکھوا دیتا مگر وہ عاشق صادق ہر ظلم ہنس کر برداشت کرتا رہتا۔ یہ تھی وہ تہذیب جس کی زلفِ پریشاں کی حنا بندی کر کے حضور ہادیٔ برحق ﷺ نے اپنے حسن اخلاق و کردار اور روشن تعلیمات سے دنیائے انسانی کو ایک خوبصورت تہذیب سے نوازا جس کا ہر پہلو اپنی تابناکی میں مہر فلک کی کرنوں کو شرماتا ہوا نظر آتا ہے۔

اتحاد و اتفاق کا مطلب و مفہوم

اتحاد و اتفاق کے معنی کے لیے عربی زبان میں جو الفاظ قریب قریب بولے گئے ہیں وہ موافق، مساوات، مقارب وغیرہ کے ہیں۔ اردو میں ہم ذہن جب کہ فارسی میں آہنگ شدن، اور انگریزی میں

near, coordinate, harmony, come into agreement اور conduct

وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔[2] پس لغوی اعتبار سے ہم آہنگ سے مراد دو یا دو سے زیادہ سے افراد یا اشیاء کو موافق، ،متحد، باہم مربوط، یکجا کرنا اور باہم ملانا کے ہیں۔[3] لفظ اتحاد بھی عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے اس وقت اس کے یہ معنی ہوتے ہیں:،اتحد القوم اتحد الشیئان او الاشیاء: ای صارت شیئاواحدا ، اتحد الشی بالشیء۔[4]

سابقہ تحقیقات کا جائزہ

مذہبی ہم آہنگی عصرِ حاضر کی زبان اور اصطلاح ہے، مگر دوسرے مذاہب کے تناظر میں گفتگو اور کلام کرنا اسلامی روایات کا حصہ رہا ہے۔ اسلام ہی وہ عالمگیر دین ہے جو ہمیشہ ادیان عالم میں ممتاز و برتر نظر آتا ہے۔ مذہبی ہم آہنگی کے سلسلے میں قرآن مجید نے ہمیں سب سے پہلے ایک بہت خوبصورت قانون دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ[5] "

(یعنی اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں تسلیم کی گئی ہے۔)

اسی ضابطہ کی روشنی میں مفسرین نے غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات رکھنے اور گفت وشنید کے اصول مرتب کیے ہیں۔ مذہبی ہم آہنگی کے حوالے سے چند ایک کام محقق کی نظر سے گزرے ہیں جو یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔

* القلم میں عبد القدوس صہیب کا مقالہ بعنوان "بین المذاہب ہم آہنگی و رواداری کے بنیادی اصول قرآن و سنت کی روشنی میں"۔[6] مذہبی ہم آہنگی پر ایک اچھی پیش رفت ہے۔
* حافظ محمود اختر کا جہات الاسلام میں شائع ہونے والا آرٹیکل "مکالمہ بین المذاہب۔اصول و آداب" [7] اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بین المذاہب ہم آہنگی پر زبردست کاوش ہے۔

* پروفیسر محمد اکرم ورک کا ماہنامہ الشریعہ میں شائع شدہ مقالہ "بین المذاہب مکالمہ کی اہمیت، ترجیحات اور تقاضے"[8] اس مقالہ میں مذاہب کے درمیان مکالمہ کا طریقہ کار اور انداز سیرت مبارکہ کی روشنی میں بیان کرنے کی بہت خوبصورت کوشش کی گئی ہے۔
* اسی طرح سید عبد الغفار بخاری کا البصیرہ میں شائع شدہ آرٹیکل "عالمی اتحاد و یگانگت کے لیے مکالمہ بین المذاہب کا کردار، تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں" بین الاقوامی اتحاد و اتفاق کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ عمران الحق کلیانوی کا مقالہ بعنوان "بین المذاہب ہم آہنگی و رواداری: حالات حاضرہ و اسلامی تعلیمات کی روشنی میں"۔[9]

اس موضوع کے لیے ایک اہم کام ہے جس میں حالات حاضرہ اور اسلامی تعلیمات کے تناظر میں مذہبی ہم آہنگی کے فروغ پر خوبصورت تحقیقی کام کیا گیا ہے۔

سیرت طیبہ کی روشنی میں مذہبی ہم آہنگی کی ضرورت واہمیت

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور انبیاء کے سردار ہیں۔ آپ ﷺ کی مبارک زندگی تمام جہانوں کے لیے روشنی کا مینار ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی امت آخری امت ہے اور امت اجابت ہونے کی وجہ سے دنیا کے تمام انسانوں تک اللہ جل جلالہ کا پیغام پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ قرآن وحدیث میں وضاحت کے ساتھ امت مسلمہ کی ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے۔ حکمرانوں کو آپ ﷺ نے دعوتی خطوط بھیج کر مذہبی ہم آہنگی کی ضرورت واہمیت کو واضح فرمایا۔ دنیا بھر میں اسلام ہی وہ خوبصورت دین ہے جس نے نہ صرف بین الاقوامی سطح پر دعوت و تبلیغ کا حکم دیا بلکہ دوسری قوموں، تہذیبوں، اور افراد کے ساتھ مکالمہ اور بات چیت کا طریقہ، آداب، اور اصول وضوابط بھی بتائے ہیں۔ قرآن کریم نے ایک داعی کے لیے گفت وشنید کے جو اصول بیان کیے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔

"اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ دانائی اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو"[10]

(آپ ﷺ لوگوں کو اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے بلائیے اور ان کے ساتھ پسندیدہ طریقے سے بحث کیجیے)۔ اسلام کی یہ ایک ایسی خوبصورت خصوصیت ہے جو اسے تمام الہامی اور غیر الہامی مذاہب سے ممتاز کرتی ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م1953ء) لکھتے ہیں:

"یہ نکتہ کہ کس طرح لوگوں کو سچائی قبول کرنے کی دعوت دینی چاہیے، دنیا میں پہلی دفعہ محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے ادا ہوا۔ وہ مذاہب بھی جو الہامی اور تبلیغی ہونے کا دعویٰ کرتے

ہیں، یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے صحیفوں نے ان کے لیے تبلیغ کے اہم اصول کی تشریح کی ہے۔ لیکن صحیفہ محمدی ﷺ نے نہایت اختصار لیکن پوری وضاحت کے ساتھ اپنے پیروکاروں کو بتایا کہ پیغامِ الٰہی کو کس طرح لوگوں تک پہنچایا جائے اور انہیں قبولِ حق کی دعوت کس طرح دی جائے۔"[11]

دنیاوی مذاہب میں عملی طور پر صرف اسلام اور عیسائیت ہی تبلیغ کرنے والے مذاہب ہیں۔ دوسرے مذاہب کا دائرہ کار کسی خاص علاقے، رنگ یا نسل تک محدود ہے، جبکہ عیسائیت کی عالم گیر دعوت اور اشاعت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے خلاف اور منافی ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت خاص بنی اسرائیل کی طرف ہوئی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے: "میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔"[12]

بین المذاہب گفتگو کے آداب واصول

حضور سرورِ عالم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دوسری زبانیں سیکھنے کی ترغیب دی، کیونکہ اس بغیر اشاعت دین کے کام ناممکن تھا۔ پیغام دین کی اسی اوقات میں بہتر طریقے سے کیا جاسکتا ہے، جب مبلغ زبان کی تاثیر اور ضرورت سے واقف ہوں، زبانی محبت اور الفت میں اضافہ ہوتا ہے، اجنبیت ختم ہوجاتی ہے، اپنے ضمیر کو آسانی سے سمجھایا جاسکتا ہے اور دوسرے کے مواقف کو بہتر طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے۔ اسی لیے حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (م ۴۴ھ) کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تاکہ یہود سے ان کی زبان میں گفتگو کی جاسکے اور ان کی زبان میں ان کے خطوط کا بہتر جواب دیا جاسکے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

" فتعلمت كتابهم ما مرت بى خمس عشرة ليلة حتى حذقته وكنت اقراء له كتبهم اذا كتبوا اليه واجيب عنه اذا كتب"[13]

اس سے بھی بین المذاہب گفتگو میں آداب واصول کی ضرورت واہمیت آشکار ہو کر سامنے آتی ہے۔

علامہ سرخسی (م ۴۹۰ھ) لکھتے ہیں:

"روى ان الفرس كتبوا الى سلمان ان يكتب لهم الفاتحه بالفارسية فكانو ايقرؤن ذلك فى الصلوة حتى لانت السنتهم للعربية "[14]

ایران میں کچھ نئے مسلمانوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ ان کے لیے سورہ فاتحہ کو فارسی زبان میں ترجمہ کر دیا جائے، اور وہ اس ترجمہ کو نماز میں پڑھتے تھے حتی کہ بعد میں عربی زبان کا بھی مکمل سیکھ لیا۔ اس واقعہ کا ذکر ایک بڑے فقیہ امت نے اپنی کتاب "النهاية حاشية الهداية" میں کیا ہے، کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

(م ۳۳ھ) نے رسول اکرم ﷺ کی اجازت سے یہ کام سرانجام دیا اور ان کے ترجمے کا ایک حصہ بھی روایت کیا ہے، "بنام خداوند بخشایندہ مہربان" یہ بسم اللہ کا ترجمہ ہے۔[15]

اس کے علاوہ، جن صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ نے مختلف اقوام کی طرف مبلغ اور داعی بنا کر بھیجا، اس میں یہ بات آپ ﷺ کی حکمت کاملہ کا ایک خوبصورت پہلو ہے کہ وہ داعی اسی قبیلہ سے ہوں تا کہ بہترین نتائج حاصل ہو سکیں، اور ایسا ہی ہوا۔ اگر وہ مبلغ و داعی اس قوم سے نہ ہوتے، تو نتائج اتنے موفق نہ ہوتے۔ اسی قبیلے کے فرد اپنی زبان میں اپنے خاندان اور قبیلے کے لوگوں کو آسانی سے اپنی بات سمجھا سکتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ ایک داعی جو ایک قوم کی طرف جا رہا ہو، ان کی زبان، ثقافت، اور کلچر سے واقفیت رکھے، بہر حال، حضور ﷺ کے طرزِ عمل سے یہ بات پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی فکر و نظر میں بین المذاہب گفت و شنید کی اہمیت کتنی زیادہ تھی، جس کے لیے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو باقاعدہ تربیت دی۔

موجودہ زمانے میں اسلام کا مکالمہ کون سے مذہب کے ساتھ ہے؟

آج کل مختلف فورمز پر مذہبی ہم آہنگی کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔ جون 2004 میں ناروے کے شہر اوسلو میں ناروے کی حکومت اور نارویجن چرچ کی دعوت پر پہلی بین المذاہب کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ریاض حسین نجفی، مفتی منیب الرحمن، مولانا حنیف جالندری اور بشپ سیموئل عزرایا نے شرکت کی۔ بین الاقوامی بین المذاہب کانفرنس میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے مذہبی رواداری اور محبت کی فضا کو فروغ دینے کی حمایت کی۔ اوسلو اعلامیہ کے ایک حصے کے طور پر، 16 ستمبر 2004 کو پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کی پہلی کانفرنس اسلام آباد کی نیشنل لائبریری کے ہال میں ورلڈ کونسل آف ریلیجنز فار انٹرنیشنل جسٹس اینڈ پیس کے زیر اہتمام منعقد ہوئی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ بلاشبہ یہ تمام کاوشیں قابل ستائش ہیں لیکن اس تمام محنتی کام سے مثبت نتائج حاصل کرنا ممکن ہو گا اگر ہم چند چیزوں کو آپس میں سلجھالیں۔ آج کی عالمی صورتحال کے پیش نظر اس مذاکرات کے اصل فریق کون ہیں؟ دوسری بات یہ کہ اس مکالمے کا منشور کیا ہوگا؟ اس طرح ہم اکیڈمی میں اپنی پوزیشن کو بہتر انداز میں بیان کر سکتے ہیں۔

اربابِ علم ودانش!

فی الحال، عیسائیت، یہودیت، بدھ مت، ہندومت، جین مت، وغیرہ۔ اسلام کے ساتھ دنیا کے سب سے بڑے اور متحرک مذاہب میں سے ایک ہیں۔ خدا، وحی اور الہام پر یقین رکھنے والے زیادہ تر لوگ انہی مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر، دنیا بھر میں اب زیادہ تر لوگ غیر مذہبی اور سیکولر ہیں۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مغربی سیکولرازم اسلام

کے بعد پوری دنیا میں سب سے زیادہ مقبول مذہب بن گیا ہے، چاہے وہ کسی بھی رنگ و نسل سے ہو۔ اس لیے یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ اسلام اس وقت پوری دنیا میں بنیادی طور پر مغربی سیکولرازم کا مقابلہ کر رہا ہے۔

حالات کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ مغرب اور مسلمانوں کے درمیان علمی، فکری اور ثقافتی کشمکش جاری ہے، اصل فریق وہ سیکولر حلقے ہیں جو مغرب کے مذہب سے منحرف ہیں اور مسلمان جو اس پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ اگرچہ عیسائی اسکالرز اس مکالمے میں شریک نہیں ہوتے لیکن مغربی عیسائی رہنما جس مذہب کی نمائندگی کرتے ہیں اس کا مغرب کی اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا موجودہ کشمکش میں عیسائی علماء کو یہ باور کرانے کی اشد ضرورت ہے کہ وہ دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں اور الحاد اور لادینیت کے خوفناک طوفان میں گھرے ہوئے ہیں۔ الحاد کے اس عالمی طوفان کے خلاف جنگ میں مسلمان، عیسائی اور دیگر مذہبی علماء فطری حلیف ہیں۔ عیسائی سائنسدانوں کو یہ باور کرانے کی اشد ضرورت ہے کہ اگر وہ واقعی وحی اور آسمانی صحیفوں پر یقین رکھتے ہیں اور اپنے علم کو انسانی معاشرے پر لاگو کرنا چاہتے ہیں تو انہیں سیکولر سپورٹ پر انحصار کرنے کے بجائے وحی اور آسمانی تعلیمات پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

مغربی تحفظات پر اسلوبِ گفت وشنید

خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والے لوگوں سے گفت وشنید کرنا نسبتاً آسان ہے۔ اگرچہ مغربی باشندوں کا چرچ کے ساتھ اب بھی گہرا تعلق ہے، لیکن مغربی باشندوں کی اکثریت، خاص طور پر یورپی، عیسائیت کے بنیادی اصولوں سے بیزار ہیں اور اس وجہ سے عیسائیت کو ترک کر چکے ہیں۔ مسلمان مبلغین کو مغربی ممالک میں تمام مسائل کی وجہ عیسائیت کو نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ ان سے بات کرتے وقت ان کی موجودہ سوچ کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

اسلام میں جہاد کی اہمیت

آئے دن مغرب میں لوگ اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلاتے رہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اگر مسلمانوں نے اپنی بالادستی حاصل کرلی تو وہ دوبارہ تلوار کے زور پر اسلام کو پھیلا دیں گے، ہمیں پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام کے خلاف مکمل پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مدنی دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو غزوات، سرایا اور کتاب المغازی میں ستاسی (87) چھوٹی بڑی مہمات پر روانہ کیا، جن سے اہل مغرب نے فیض حاصل کیا۔ اس پروپیگنڈے کی بنیاد کہ اسلام جنگ اور تنازعات کا مذہب ہے، پروفیسر ٹی وی کی کتاب۔ آرنلڈ (The Preaching of Islam) :

یہ ہمارے لیے سب سے اہم نشان ہے۔ بدقسمتی سے ہم مغرب والوں کو جہادی نقطہ نظر کی صحیح وضاحت کرنے میں ناکام رہے ہیں، کیونکہ عام لوگ اب بھی اسی پرانی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ مثال کے طور پر ہمیں دلائل کے ساتھ یہ ثابت کرنا ہے

کہ بہت سے عیسائی جن کے ساتھ ابتداء میں اسلام کا چرچا ہوا تھا وہ مسلمانوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائل نہیں تھے، اس لیے عقیدہ کی وحدت بہت سے عیسائیوں کے اسلام قبول کرنے کی وجہ بنی۔

اختلاف رائے کو حل کرنے کا طریقہ

تنازعات کو مذاکرات اور بات چیت سے ہی حل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے تمام مذاہب کے لیے حقیقی احترام کی ضرورت ہے، اور اگر آپ اپنا پیغام کسی دوسرے مذہب یا عقیدے کے لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں، تو قبولیت اور نیک نیتی سے بحث کی ضرورت ہے۔ اس سے آپ کو اپنے مقاصد حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

نتائج بحث

مندرجہ بالا مکالمے اور بحث سے یہ بات واضح ہے کہ:

1۔ تمام اختلافات کو ٹھوس دلائل کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے اور دنیا کے تمام سائنس دان اور دانشور اس رائے سے متفق ہیں کہ دوسرے فریق کو قائل کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے اور ہر وہ چیز جو ممکن ہو سکتی ہے۔ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب کسی دوسرے مذہب یا عقیدے کا عملی طور پر احترام کیا جائے، ان کے عقائد اور رائے کا احترام کیا جائے اور کسی بھی طرح سے حوصلہ شکنی نہ کی جائے۔

2۔ بین المذاہب مکالمہ ہمارے وقت کا سب سے اہم مسئلہ ہے اور اس لیے اس کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔

3۔ آج اقوام متحدہ کو بہت سے مسائل اور چیلنجز کا سامنا ہے جن میں مذہبی، سیاسی، معاشی اور قانونی مشکلات شامل ہیں۔ ایک طرف لوگوں کے درمیان گروہی، لسانی اور نسلی اختلافات ہیں تو دوسری طرف ریاستی مفادات نے لوگوں کو بنا رکھا ہے۔ لیکن اگر دنیا میں اختلافات کو دور کرنا ہے تو بین المذاہب مکالمے کی اہمیت پر دوبارہ زور دینا ہو گا، ورنہ ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو آسانی سے جانچ سکتے ہیں اور اس طرح ان کی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔

4۔ معاشرے کے امن اور ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد ایک دوسرے کا احترام کرے اور اس سے بہتر برتاؤ کرے، بلا تفریق رنگ و نسل اور مذہب کے فرق سے بالاتر ہو کر تمام لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آئے اور اپنی عزت نفس کا خیال رکھے۔ تکلیف نہ دو۔

5۔ دنیا کے تمام مذاہب میں انسانیت کی بھلائی کے لیے مواد موجود ہے، تمام مذاہب نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے، ان کی خدمت کرنے اور انہیں برائیوں سے بچانے کا درس دیا ہے، لیکن بد قسمتی سے، بد قسمتی سے! یہ امن پسند کیوں نہیں

ماننے کہ فلسطین کے مظلوم مسلمان ان تمام فوائد کے مستحق ہیں؟ کیا فلسطینیوں کے تئیں نرم رویہ اختیار کرنا ممکن نہیں؟ کیا اس وقت اسرائیل اور امریکہ فلسطینی عوام پر ظلم و ستم کی نئی تاریخ نہیں بنا رہے ؟

6۔ پاکستانی ہونے کے ناطے، ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کو فروغ دیں، عملی طور پر دوسروں کے عقائد اور نظریات کا احترام کریں، اور ان کا مذاق اڑانے یا اسلام کے علاوہ کسی مذہب یا عقیدے کو زیادہ لطیف اور دانشمندانہ طریقوں سے نقصان نہ پہنچائیں۔ اور ہمارے پیارے وطن پاکستان میں امن، سلامتی اور بھائی چارے کی فضا قائم ہو گی۔ ایک مہذب اور پر امن معاشرے کی تشکیل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو عملی اقدامات اٹھائے گئے وہ ہمارے لیے روشن مثال ہیں۔

تجاویز و سفارشات

ذیل میں کچھ تجاویز اور سفارشات دی گئی ہیں جن پر عمل کرکے دنیا بھر میں امن، استحکام اور ترقی کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے۔

1۔ اسلام اور دیگر مذاہب میں جو چیز مشترک ہے اس کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔

2۔ علماء اسلام اور علماء اسلام کو خاص طور پر بیان کرنا چاہئے کہ مذاہب کے درمیان کیا مشترک ہے، یعنی وہ چیز جسے سب پسند کرتے ہیں اور ان کو اجر و ثواب حاصل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خاص قرار دیا ہے۔ اپنی ہر تحریر میں اس حوالے سے وعدہ کرتے ہیں۔ دنیا کے بادشاہوں کی طرف سے دعوت۔

3۔ انسانیت، غیرت اور انسانیت کا احترام، جیسا کہ تمام مذاہب کی کتابوں میں مذکور ہے، نہ صرف اخوت و بھائی چارے، امن و استحکام، صبر و تحمل کے فروغ کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ ہمیں بغض، ہمدردی اور نفرت، محبت اور پیار کو پروان چڑھانا چاہیے۔

4۔ انسانی عزت، جان و مال کی اہمیت اور حفاظت پر زور دیتے ہوئے، انسانیت کی توہین کرنے والوں کے لیے سخت سزاؤں پر غور کیا جانا چاہیے تاکہ کوئی انسانی وقار پر حملہ کرنے کی جرات نہ کرے۔

5۔ آج کے دور میں ایسے علماء اور مذہبی رہنماؤں کی ضرورت ہے جو مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے انسانی، اخلاقی اور روحانی اقدار کو فروغ دیں اور اس سے ہمارے پیارے ملک پاکستان اور پوری دنیا کو فائدہ پہنچے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1]. Robert Ranulph Marett, " MANA," in Encyclopedia of Religion and Ethics, ed. James Hastings (Edinburgh, T&T Clark, 1915),8:376.
[2]- john Shakespeare,Urdu English and English Urdu dictionary,(Lahore: Sang e meel publications, 1969)1869.

[3] ۔ علی رضا نقوی، فرہنگ جامع (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن ۱۹۹۴ء)،۱۱۸۱۔

[4] ۔ مجموعہ علماء، معجم الوسیط (استنبول: دار الدعوۃ،۱۹۸۹ء)،۱۰۲۷: ۲۔

[5] ۔ القرآن،۳: ۶۴۔

[6] ۔ عبد القدوس صہیب، "بین المذاہب ہم آہنگی ورواداری کے بنیادی اصول قرآن وسنت کی روشنی میں "القلم انمبر۔۱۵(۲۰۱۰)۱۲۲:۔

[7] ۔ حافظ محمود اختر، مکالمہ بین المذاہب۔ اصول و آداب، جہات الاسلام انمبر۔۳(۲۰۰۹):۱۴۳۔۱۷۳۔

[8] ۔ پروفیسر محمد اکرم ورک، "بین المذاہب مکالمہ کی اہمیت، ترجیحات اور تقاضے "ماہنامہ الشریعہ ۷ نمبر۔۱۷(۲۰۰۹):۵۔۲۲۔

۹۔ عمران الحق کلیانوی ،" بین المذاہب ہم آہنگی و رواداری۔حالات حاضرہ و اسلامی تعلیمات کی روشنی میں"الثقافۃ الاسلامیہ، اسپیشل ایڈیشن، دسمبر،(۲۰۰۷)۱۱۵۔۱۳۶۔

http://www.theislamicculture.com/index.php/tis/article/view/461

[10] ۔ القرآن،۱۶: ۱۲۵۔

[11] ۔ شبلی نعمانی، علامہ (م ۱۹۱۴ء)"**سیرۃ النبی** ﷺ"۴/۹۱ (الفیصل ناشران وتاجرانکتب اردو بازار، لاہور)

[12] ۔ انجیل متی،۱۵: ۲۴۔

[13] ۔ احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ الشیبانی، امام (م ۲۴۱ھ)"**المسند**" ح،۱۱۰۸(دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۱)

[14] ۔ سرخسی، ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سھل،(م ۴۹۰ھ)"المبسوط "کتاب الصلوۃ،۱/۳۷،(دار المعرفہ، بیروت،۱۹۴۸ء)

[15] ۔ حمید اللہ ڈاکٹر،(م ۲۰۰۲ء)"صحیفہ ہمام بن منبہ "ص ۱۹۳،(ناشر رشید اللہ یعقوب، کلفٹن، کراچی،۱۹۹۸ء)